خالقِ کمال بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اس سے ممکن
اِنَّ الَّذِیْنَ نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ
باطلہ دائرہ سے خارج نہ ہو

الحمد للہ

سچے خدا کو جھوٹ کا عیب لگانیوالے تمام وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین سب سے ... اگرچہ وہ اصلا
خبیثہ امکانِ کذب ووقوعِ دروغ خدا کا بے مثال ردّ و ابطال اُن کے شبہات واہیہ
باطلہ واوہام عاطلہ کا دفع وازہاق بروجہ کمال اُن پر اُن کی حماقتوں وقباحتوں کو اظہار
خباثتوں نجاستوں کو واضح و آشکار کرنیوالے چھ رسالے

مُسمّٰی بنامِ تاریخی

سُبْحٰنَ السُّبُّوْح
عن
عیبِ کذبٍ مقبوح

۱۳۰۷

مزق تلبیس ادعائے تقدیس والنیبۃ الجباریہ علی جہالۃ الاخباریہ و پیکانِ جانگداز
برمکذبان بے نیاز و دامانِ باغ سبحن السبوح والقمع المبین لآمال المکذبین

از افادات وافاضات

حضور پرنور اعلیحضرت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز و تالیفات تلامذہ حضور رحمۃ اللہ علیہ

دارالاشاعت جامعہ گنج بخش دربار داتا صاحب لاہور

قیمت ڈھائی روپے

علماء شکر اللہ مساعیھم الجمیلہ نے حضرت کے ہذیان دوم کی بھی ضرور دھجیاں لی ہوں گی مگر اس وقت تک فقیر کی نظر سے اس بارے میں کوئی تحریر نہ گزری جو کچھ حاضر کیا بحمد اللہ سب القائے ربانی ہے کہ عبد ضعیف پر فیض لطیف سے فائض ہوا، امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز اس بسط جلیل ووجہ جمیل پر نقد جزیل حصہ خاص فقیر ذلیل ہے فللّٰہ المنۃ فی کل ان وحین والحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علےٰ سید المرسلین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین ۔

تنزیہ چہارم[1] علاج جہالات جدیدہ میں

اقول وبحول اللہ اصول : ایہا المسلمون امکان کذب الٰہی کو خلف وعید کی فرع جاننا اور اُس میں اختلاف ائمہ کی وجہ سے امکان کذب کو مختلف فیہ ماننا ایک تو افترا دوسرے کتنا بے مزہ ، بے شک مسئلۂ خلف وعید میں بعض علماء جانب جواز گئے ، اور محققین نے منع وانکار فرمایا ، مگر حاشا نہ اس سے امکان کذب ثابت نہ یہ علمائے مجوزین کا مسلک بلکہ وہ اس سے بہزار زبان تبرّی وتحاشی کرتے ہیں پھر اُن کی طرف امکان کذب کی نسبت سخت کذب وستم جسارت جس کے بہتان واضح البطلان ہونے پر حجج قاہرہ **حجت اولی** یہی نصوص قاطعہ کہ تنزیہ اول میں گزرے ، جن سے واضح کہ کذب باری محال ہونے پر اجماع قطعی منعقد تمام کتب کلامیہ میں جہاں اس مسئلے کا ذکر آیا ہے صاف صریح فرما دی کہ اس پر اجماع واتفاق علماء ہے یا بے حکایت خلاف اُس پر جزم فرمایا ہے ۔ **حجت ثانیہ** ، **اقول** طرفہ یہ کہ جو علماء مسئلۂ خلف وعید میں خلاف بتاتے ہیں وہی استحالہ کذب پر اجماع نقل فرماتے ہیں جس کی شرح مقاصد میں ہے ان المتاخرین منہم یجوزون الخلف فی الوعید اُن کے متاخرین خلف وعید جائز مانتے ۔ اُسی شرح مقاصد میں ہے الکذب محال باجماع

---

[1] تنبیہ ضروری خوب یاد رہے کہ اس ساری تنزیہ اور اس کے مناسب تمام مواضع رسالہ میں ہمارا روئے سخن ان ناقصوں خاسروں کی طرف نہیں جنہیں عروساں منصہ امامت طائفہ نے اپنے بھولے چہروں کا نقاب بنایا ہو بلکہ صرف مخاطبہ اُن نئے متبوعوں تازہ مقتداؤں سے ہے ، جو کتاب پر تقریظ لکھیں اور اُس کے حرف بحرف صحیح ومسلم ہونے کی تصریح کریں والسلام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ف : ایسی دلیلوں سے وہابیان جدید نے اس جہالت کا دورا لگایا کہ امکان کذب خلف وعید کی فرع

العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالیٰ محال کذب الٰہی باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلا عیب ہے اور عیب اُس پاک بے عیب پر قطعاً محال + مگر علما کو خبر نہ تھی کہ امکانِ کذب جوازِ خلف وعید پر متفرع تو ہم اُسے مختلف فیہ لکھ کر کیونکر اجماعی بتاتے دیتے ہیں اب چودھویں صدی میں آکر ان حضرات کو اس تفریع کی خبر ہوئی **حجت ثالثہ** ، **اقول** طرفہ تر یہ کہ جو علما خلف وعید کا جواز مانتے ہیں، خود ہی کذب الٰہی کو محال و اجماعی محال مانتے ہیں، جس مواقف میں ہے لا یعد المخلف فی الوعید نقصا خلف وعید نقص نہیں گنا جاتا + اسی مواقف میں ہے انہ تعالیٰ یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً کذب باری بالاتفاق محال ہے + جس شرح طوالع میں ہے المخلف فی الوعید حسن - اسی میں ہے الکذب علی اللہ تعالیٰ محال + جس علامہ جلال دوانی نے شرح عقائد میں لکھا ذھب بعض العلماء الی ان الخلف فی الوعید جائز علی اللہ تعالیٰ لافی الوعد وبھذا وردت السنۃ بعض علماء اس طرف گئے کہ وعید میں خلف اللہ تعالیٰ پر جائز ہے، نہ وعدہ میں اور یہی مضمون حدیث میں آیا + پھر بعد ذکر حدیث اُسے عرب وکلام عرب سے مؤید کیا کما نقلہ آفندی اسمٰعیل حقی فی روح البیان وہی علامہ جلال فرما چکے الکذب علیہ تعالیٰ محال لاتشملہ القدرۃ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے قدرت الٰہی میں داخل نہیں + مگر یہ علما خود اپنا لکھا نہ سمجھتے تھے کہ ہم متلازم چیزوں میں ایک کا جواز دوسرے کا استحالہ کیوں کر مانے لیتے اور اپنے کلام سے آپ ہی تناقض کرتے ہیں۔ اب صدہا سال کے بعد ان حضرات کو کشف ہوا کہ مذہب کے معنے وہ تھے جو خود اہلِ مذہب کی فہم میں نہ تھے **حجت رابعہ** **اقول** افسوس ان ذی ہوشوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ علماء مسلک جواز کا محصل ومبنیٰ کیا ٹھہراتے اور اس تفریع شنیع یعنی امکان کذب کو کیوں کر طرح طرح سے دفع فرماتے ہیں۔ میں یہاں اُن سے بعض وجوہ نقل کرتا ہوں۔ (**وجہ ا**) وعید سے مقصود انشائے تخویف وتہدید ہے نہ اخبار تو سرے سے احتمال کذب کا محل ہی نہ رہا مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے المخلف فی الوعید جائز فان اھل العقول السلیمۃ یعدونہ فضلا لا نقصا دون الوعد فان الخلف فیہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ ورد بان ایعاد اللہ تعالیٰ خبر فھو صادق قطعاً لاستحالۃ الکذب ھناک واعتذر بان کونہ خبراً ممنوع بل ھو انشاء للتخویف فلا

پاس ح فی الخلق یعنی وعید میں خلف جائز ہے کہ سلیم عقلین اُسے خوبی گنتی ہیں نہ عیب اور وعدہ
میں جائز نہیں کہ اس میں خلف عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال۔ اس پر اعتراض ہوا کہ اللہ
تعالیٰ کی وعید بھی ایک خبر ہے تو یقیناً سچی کہ باری جل وعلا کا کذب محال اور عذر کیا گیا کہ ہم اُسے
خبر نہیں مانتے بلکہ انشائے تخویف ہے، تو اب خلف میں حرج نہیں + دیکھو خلف وعید جائز ماننے
والوں نے استحالۂ کذب الٰہی کا صراحۃً اقرار اور اُس کے امکان سے بہزار زبان اجتناب وانکار
کیا اور اپنے مذہب کی وہ توجیہ فرمائی، جس نے اس احتمال کی گنجائش ہی نہ رکھی، پھر معاذ اللہ امکانِ
کذب ماننے کو اُن کے سر باندھنا کیسی وقاحت وشوخ چشمی ہے (وجہ ۲) فرماتے ہیں آیات وعید
آیاتِ عفو سے مخصوص ومقید ہیں یعنی آیتیں عفو ووعید دونوں میں وارد۔ تو اُن کے ملانے سے
آیات وعید کے یہ معنے ٹھہرے کہ جنہیں معاف نہ فرمائے گا وہ سزا پائیں گے جب یہ معنے خود قرآن
عظیم ہی نے ارشاد فرمائے تو جوازِ خلف کو معاذ اللہ امکانِ کذب سے کیا علاقہ رہا۔ امکانِ کذب
تو جب نکلتا کہ جزماً حتماً وعید فرمائی جاتی، اور جب خود متکلم جل وعلا نے اُسے مقید بعدم عفو فرما دیا
ہے تو چاہے وعید واقع ہو یا نہ ہو، ہر طرح اُس کا کلام یقیناً صادق، جس میں احتمال کذب کو اصلاً
دخل نہیں، یہ وجہ اکثر کتب علماء مثل تفسیر بیضاوی، انوار التنزیل وتفسیر عمادی، ارشاد العقل
السلیم وتفسیر حقی، روح البیان وشرح مقاصد وغیرہا میں اختیار فرمائی۔ لطف یہ ہے کہ خود وہی
ردّ المحتار جس سے مدعی جدید غیر مہتدی رشید نے مسئلۂ خلف میں خلاف نقل کیا، اسی ردالمحتار
میں اسی جگہ اسی قول جواز کے بیان میں فرمایا حاصل هذا القول جواز التخصيص لما دل عليه
اللفظ بوضعه اللغوي من العموم فی نصوص الوعيد اس قول کا حاصل یہ ہے کہ نصوص وعید
میں جو ظاہر لفظ اپنے معنے لغوی کی رُو سے عموم پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص ایسا کریگا یہ سزا پائے
گا، اُس میں تخصیص جائز ہے + یعنی عام مراد نہ ہو بلکہ اُن لوگوں کے ساتھ خاص ہو جنہیں مولےٰ
تعالیٰ عذاب فرمانا چاہے ایمان سے کہنا، اسی ردّ المحتار میں یہیں یہیں یہ تصریح صریح تو نہ تھی،
جس نے اُس تفریع خبیث وقبیح کی صاف بیخ کنی کردی، آج تک کسی عاقل نے بھی عام مخصوص
منہ البعض کو کذب کہا ہے، ایسے عام تو قرآن عظیم میں اس وقت بکثرت موجود، پھر امکان کذب
کیوں مانو، صاف نہ کہدو کہ قرآن مجید میں (خاک بدہن گستاخان) جابجا کذب موجود ہے واہ

شاباش! ردّالمحتار کی عبارت سے اچھا استناد کیا کہ آدھی نقل اور آدھی نقل، پھر بھی دعوٰی رشد ودیانت باقی ہے، ذرا آدمی خدا سے تو حیا کرے ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم ۵

(وجہ ۲) اگر بالفرض کوئی نص مفید تخصیص وتقیید وعید نہ بھی آتا، تاہم کریم کی شان یہی ہے کہ غیر متمرد غلاموں کے حق میں وعید بنظر تہدید فرمائے اور اس سے یہی مراد لے کہ اگر ہم معاف نہ فرمائیں تو یہ سزا ہے، خلاصہ یہ کہ قرینۂ کرم تخصیص وتقیید وعید کے لئے بس ہے، اگرچہ مخصص قولی نہ ہو اقول وبہ یحصل قہران المخصص والمخصص بخلاف ما سبق فہو خاص بمذہب من یجیز التراخی والانفصال وھذا جارٍ علی مذھب الکل یہ وجہ وجیہ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کے خیال میں آئی تھی یہاں تک کہ علامہ خیالی رحمہ اللہ تعالٰی کو دیکھا کہ حاشیۂ شرح عقائد میں اس کی تصریح فرمائی حیث قال لعل مرادھم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبنی اخبارہ علی المشیۃ وان لم یصرح بذالک بخلاف الوعد فلا کذب ولا تبدیل یعنی امید ہے کہ خلف وعید جائز ماننے والے یہ مراد لیتے ہیں کہ کریم جب وعید کی خبر دے تو اس کی شان کے لائق یہی ہے کہ اپنی خبر کو مشیت پر مبنی رکھے اگرچہ کلام میں اس کی تصریح نہ فرمائے بخلاف وعدہ کے تو خلف وعید میں نہ کذب ہے نہ بات بدلنا۔ مسلمانو! دیکھا کہ خلف وعید جائز ماننے والے اس تفریع ناپاک سے جو مدعی بےباک نے گڑھی کس قدر دور بھاگتے اور کس کس وجہ سے اوسے علانیہ ردّ کرتے ہیں، پھر اپنی جھوٹی بات بنانے کے لئے ناکردہ گناہ اُن کے سر ایسا الزام شدید باندھنا کس درجہ جرأت وبےحیائی ہے قال اللہ سبحانہ وتعالٰی ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریا فقد احتمل بھتانا واثما مبینا ۵ حجت خامسہ

اقول مجوزین خلف وعید اپنے مذہب پر بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ باری اسمہ نے فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء بےشک اللہ تعالٰی کفر کو معاف نہیں فرماتا اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے بخش دے گا۔ اسی ردّالمحتار میں اسی مقام پر اسی مسئلہ کے بیان میں آپ کی منقولہ عبارت سے چار ہی سطر بعد فرمایا ادلۃ المثبتین التی من انصھا قولہ تعالٰی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک اور یوہیں اس کی ماخذ حلیہ شرح منیہ امام محقق ابن امیر الحاج میں ہے اور ظاہر کہ دعوٰی دلیل پر متفرع اور اس کے مفاد

کا تا [illegible] ہے سبحٰن اللہ جب جواز خلف خود ارشاد متکلم بالوعید جل مجدہ کی طرف مستند کہ اُس نے فرمادیا ہم جسے چاہیں گے بخشدیں گے، تو دلیل امکانِ کذب کو اصلا راہ نہیں دیتی، مگر مدلول میں زبردستی خدا واسطے کو مان لیا جائے گا، اس جہالت کی کوئی حد ہے آپ کے نزدیک یہ علما اپنے دعوے دلیل کی بھی سمجھ نہ رکھتے تھے کہ خلف تو اس معنے پر جائز مانیں جسے امکان کذب لازم اور دلیل وہ پیش کریں جو اس معنے کی بالکل قاطع وحاسم، خدارا اپنی جہالتیں سفاہتیں علما کے سر کیوں باندھتے ہو ع اُس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ ، للہ انصاف اگر بادشاہ حکم نافذ کرے کہ جو یہ جرم کریگا یہ سزا پائے گا، اور ساتھ ہی اُسی فرمان میں یہ بھی ارشاد فرمائے کہ ہم جسے چاہیں گے معاف فرما دیں گے، تو کیا اگر وہ بعض مجرموں سے درگزر کرے، تو اپنے پہلے حکم میں جھوٹا پڑے گا اُس آئین کی قدر لوگوں کے دلوں سے گھٹ جائے گی، جیسا کہ وہ احمق[1] دعوٰے کرتا ہے، یا اگر کوئی شخص بدلیل اُس دوسرے ارشاد کے ثابت کرے کہ بادشاہت نے جو سزا مقرر فرمائی ہے کچھ ضرور نہیں کہ ہوہی کر رہے بلکہ ٹل بھی سکتی ہے، تو اُس کے قول کا حاصل یہ ہوگا کہ وہ بادشاہ کا کذب محتمل مانتا ہے۔ ذرا آدمی سمجھ سوچ کر تو بات مُونھ سے نکالے، سبحان اللہ جس رد المحتار سے سند لائے اُسی [illegible] میں وہیں اُسی بیان میں اُسی صفحہ میں وہ صاف وروشن تصریحیں موجود، جن سے اس تفریع ناپاک کی پوری قلعی کھلتی ہے۔ حضرت ایک ذرا سا ٹکڑا نقل کر لائیں اور باقی بالکل ہضم، گویا دیکھا ہی نہیں، اسی کا نام دین و دیانت ہے، اسی پر دعوے رشد وہدایت ہے، مگر حضرات وہابیہ عادت سے مجبور ہیں، نقل عبارت میں قطع برید ان صاحبوں کا داب قدیم رہا ہے یہاں تک کہ اُن [2] متکلمین نے رسالے کے رسالے جی سے گڑھ کر علمائے سابقین کی طرف نسبت کر دیئے۔ انتہا یہ کہ عالم وامام دل سے تراشے کہ باوجود تکرر مطالبہ تمام عالم میں اُن کے وجود کا پتا نہ

---

[1] یشیر الی ما مر عن تفویت الایمان ۱۲ س رحمہ اللہ [2] بھلا یہ تو اُن کے اگلوں کے کرتک تھے یہ پچھلی سنگت اُن پر بھی فوق لے گئی۔ اب حال میں دیوبندی مُلّوں نے ایک کتاب لعنت نصاب نجس خراب خلف رشید مسیلمہ کذاب مسماۃ سیف النقی چھاپی جس میں کمال بے حیائی کا پارا پہلے نمبر سے بھی اونچا گزرا یعنے کتابیں کی کتابیں اعلیحضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ کے اقدس حضرت والد ماجد وجد امجد پیر ومرشد وخود حضور پر نور سیدنا (باقی ص۸۵ پر)

هو منجز وعدہ قال ابوعمرو انك رجل اعجم لا اقول اعجم اللسان ولکن اعجم القلب ان العرب تعد الرجوع عن الوعد لؤما وعن الایعاد کرما والمعتزلۃ حکوا ان اباعمرو بن العلاء لما قال هذا الکلام قال لہ عمرو بن عبید یا اباعمرو فهل یسمی الله مکذب نفسه قال لا قال فقد سقطت حجتك قالوا فانقطع ابوعمرو بن العلاء وعندی انه کان لابی عمرو ان یجیب عن هذا السؤال ان هذا انما یلزم لو کان الوعید ثابتاً جزماً من غیر شرط وعندی جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم العفو فلا یلزم من ترکه دخول الکذب فی کلام الله تعالیٰ اھ ملخصاً یعنی امام ابوعمرو بن العلاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمرو بن عبید پیشوائے معتزلہ سے فرمایا اہل کبائر کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے کہا میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنی وعید ضرور پوری کرے گا جیسا کہ اپنا وعدہ بے شک پورا فرمائے گا امام نے فرمایا تو عجمی ہے میں نہیں کہتا کہ زبان کا عجمی بلکہ دل کا عجمی ہے۔ عرب وعدہ سے رجوع کو نالائقی جانتے ہیں اور وعید سے درگزر کو کرم۔ معتزلہ حکایت کرتے ہیں اس پر عمرو نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا ٹھہرایئے گا امام نے فرمایا نہ عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہوئی، اس پر امام بند ہو گئے۔ اب امام رازی فرماتے ہیں میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آئے کہ وعید یقینی بلا شرط ہو، اور میرے مذہب میں تو سب وعیدیں عدم عفو سے مشروط ہیں۔ تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الٰہی میں کذب کہاں سے لازم آیا؟ اب عاقل بنظر انصاف غور کرے اولاً اگر تجویز خلف امکان کذب ماننا ہوتی، تو بر تقدیر صدق حکایت امام کا بند ہونا کیا معنے؟ انہیں صاف کہنا تھا میں جواز خلف مانتا ہوں تو امکان کذب میرا عین مذہب اور بر تقدیر کذب معتزلہ علمائے اہل سنت کیوں نہیں فرماتے کہ تم نے وہ حکایت گڑھی جو آپ ہی اپنے کذب کی دلیل ہے، مجوزین خلف تو امکان کذب مانتے ہی ہیں۔ پھر امام اس الزام پر کیوں بند ہو جاتے ثانیاً آگے چل کر امام رازی امام ابن العلا کی طرف سے اچھا جواب دیتے ہیں کہ میرے مذہب میں سب وعیدیں مقید ہیں، سبحان اللہ جب وعیدیں مقید ہوں گی، تو امکان کذب کدھر جائے گا، کیوں نہیں کہتے کہ میرے مذہب میں کذب ممکن تو الزام ساقط غرض بے شمار وجوہ سے ثابت کہ مدعی جدید غیر مہتدی ورشید نے علمائے کرام پر جیتا طوفان باندھا۔ حجت سابعہ۔ اقول آپ کی

یہی رد المحتار جس سے آدھا فقرہ نقل کر کے ائمہ دین پر پوری تہمت کر دی، اس مبحث میں حلیۂ امام علامہ ابن امیر الحاج سے ناقل ہے، شروع عبارت یوں ہے وافقه على الاول صاحب الحلية المحقق ابن امير الحاج وخالفه فى الثانى وحقق بانه مبنى على مسئلة شهيرة وهى انه هل يجوز الخلف فى الوعيد فظاهر ما فى المواقف الخ اور ختم یوں هذا خلاصة ما اطال به فى الحلية اور یہ صاحب حلیہ خود مسلمانوں کے حق میں جواز خلف کو ترجیح دیتے ہیں، اسی ردالمحتار میں اُن سے منقول الاشبه ترجح جواز الخلف فى الوعيد فى حق المسلمين خاصة دون الكفار اب ملاحظہ ہو کہ یہی امام علام قائل جواز خود آپ کی اُس تفریع شنیع یعنی امکان کذب سے کیسی سخت تحاشی فرماتے ہیں، اسی حلیہ میں بعد ختم بحث کے فرمایا وحاش لله ان يراد بجواز الخلف فى الوعيد ان لا يقع عذاب من اراد الله الاخبار بعذابه فانه محال على الله تعالى قطعاً كما ان عدم وقوع نعيم من اراد الله الاخبار عنه بالنعيم محال عليه قطعاً كيف لا وقد قال تعالى ومن اصدق من الله قيلا ○ ومن اصدق من الله حديثا ○ وتمت كلمت ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلمته ج یعنی حاش للہ خلف وعید جائز ہونے کے یہ معنے نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس کے عذاب کی خبر دینی چاہی اُس کا عذاب واقع نہ ہو، یہ اللہ تعالیٰ پر قطعاً محال ہے، جس طرح یہ بالیقین ممکن نہیں کہ اُس نے جس کی نعیم کی خبر دینی چاہی اُس کے لئے نعیم واقع نہ ہو اور کیونکر اُس کی خبر کا کذب محال نہ ہوگا، حالانکہ وہ خود فرماتا ہے، اللہ سے زیادہ کس کا قول سچا ہے۔ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے، تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں، کوئی اُس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں + کیوں ایمان سے کہنا۔ یہ وہی علماء ہیں جن پر تم امکانِ کذب ماننے کا بہتان کرتے ہو۔ اللہ حیا دے۔ حجت ثامنہ، بقطع عرق ضلالت ضامنہ

اقول وباللہ التوفیق وبه الوصول الى ذرى التحقيق علمائے مجوزین کے طرق استدلال ومناظر وجدال شاہد عدل ہیں کہ اُن کے نزدیک خلف وعید وعفو ومغفرت میں نسبت تساوی اور دونوں جانب سے توافق کلی ہے، ثبوت سیفئے قریب گزرا کہ اُنھوں نے اپنے دعوے پر آیۂ کریمہ ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء سے استدلال کیا اور حلیہ پھر رد المحتار میں جس سے آپ ہمیشہ کے لئے اپنے پیچھے ایک آفت لگانے کو ذرا سا ٹکڑہ نقل کر لائے۔ اس دلیل کو النص واظہر دلائل

ف: علماء کے کلام میں خلف وعید بمعنی عفو ہے نہ بمعنی کذب جیسا کہ آنجناب نے گمان کیا

مجوزین کہا، اور یہ ظاہر کہ آیت صرف جواز مغفرت ارشاد فرماتی ہے، اسی کو انہوں نے جواز خلف پر دلیل ٹھہرایا، تو اُن کا استدلال برہان قاطع کہ وہ مغفرت کو خلف سے عام نہیں مانتے کہ جواز اعم ہرگز جواز اخص کا مثبت نہیں ہو سکتا، اور عنقریب آتا ہے کہ معتزلہ نے امتناع عفو پر آیات وعید سے تمسک کیا، اس پر اُن علما نے جواب دیا کہ خلف جائز ہے، تو لاجرم جواز خلف کو امتناع عفو کا ردّ مانا ورنہ زنہار جواز عم امتناع اخص کا نافی نہیں ہو سکتا، تو اُن کا یہ جواب دلیل ساطع کہ وہ خلف کو مغفرت سے عام نہیں مانتے، رہا تباین وہ بالبداہۃ اور خود اسی ردّ و اثبات سے بیّن البطلان پس تساوی متعین اور مراد متبیّن یعنی ظاہر ہو گیا کہ وہ صرف عدم وقوع وعید بوجہ عفو کو خلف سے تعبیر فرماتے اور جائز ٹھہراتے ہیں کہ یہی مغفرت سے مساوی ہے نہ کہ معاذ اللہ تبدیل قول و تکذیب خبر کہ عفو سے عموم و خصوص دونوں رکھتی ہے مثلاً درگزر بربنائے تخصیص نصوص و تقیید وعید واقع ہوئی تو عفو موجود اور تبدیل مفقود اور کسی جرم پر ایک سزائے شدید کی وعید حتمی اور ایقاع کے وقت اُس میں کمی کی، تو عفو[1] مفقود اور تبدیل موجود، اور اگر عفو تخفیف کو شامل لیجئے، تو عام مطلقاً سہی، بہر حال خلف کہ اُس کا مساوی ہے، کذب سے قطعاً عام مطلقاً یا من وجہٍ، اب تو اپنی جہالت فاحشہ پر متنبہ ہوئے کہ جواز اعم کو امکان اخص کا مستلزم مان رہے ہو فالحمد للہ علی اتمام الحجۃ و ایضاح المحجۃ حجت تاسعہ قاہرہ قالعہ قاتلہ قارعہ بازعۃ التبیین دامغۃ الکذابین، اقول وباللہ التوفیق۔ ایھا المسلمون ذرا قلب حاضر درکار اس مدعی جدید غیر مہتدی ورشید نے کذب باری عز وجل کا صرف امکان عقلی ہی ائمۂ دین کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ معاذ اللہ انہیں کفر صریح کا قائل قرار دیا، پھر بحمد اللہ اُن کا دامنِ سُنّت مامن تو کفر و ضلالت کے ناپاک دھبّوں سے پاک و منزہ، مگر حضرت خود ہی اپنے ایمان کی خیر منائیں، یوں نہ مانیں، تو مفصل جانیں۔ اصل امر یہ ہے کہ خلف بایں معنے کہ متکلم ایک بات کہہ کر پلٹ جائے اور جو خبر دی تھی، اُس کے خلاف عمل میں لائے، بلاشبہ اقسام کذب سے ہے کہ کذب نہیں مگر خلاف واقع خبر دینا تو اس معنے پر خلف کو ممکن یا سائغ یا واقع یا واجب جو کچھ مانئے بعینہٖ وہی حکم کذب کے ثابت ہو گا کہ یہ جانب وجود ہے، اور جانب وجود میں قسم مقسم کو مستلزم اور عقل احکام قسم سے

---

[1] العفو ترک عقوبۃ المذنب بالکلیۃ اھ حلیہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مقسم پر حاکم کہ اس کا وجود بے اُس کے محال و ناممکن، تو لاجرم اُس کا امکان اُس کے جواز اور اُس کا وجود اس کے وقوع اور اُس کا وجوب اس کی ضرورت کو لازم، حضرت مدعی جدید نے اپنی جہالت و ضلالت سے کلام علماء میں خلف کے یہی معنے سمجھے کہ باری تعالےٰ عیاذاً باللہ بات کہہ کر پلٹ جائے، خبر دے کر غلط کر دے لہٰذا جواز خلف پر امکانِ کذب کو متفرع کیا، حالانکہ حاشا ِللہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں بلکہ وہ صراحۃً اس معنے مردود مخترع عنود کا ردّ بلیغ فرماتے اور جوازِ خلف کو تخصیص نصوص و تقیید وعید وغیرہما ایسے امور پر بنا کرتے ہیں جن کے بعد نہ معاذ اللہ کہکر پلٹنا، نہ بات کا بدلنا، اس امر پر دلائل قاہرہ و تصریحات باہرہ سُن ہی چکے، مگر ان حضرات کو یہ مسلم نہیں خواہی نخواہی خلف کو اُسی معنے پر ڈھالتے ہیں جو ایک قسم کذب ہے تاکہ اُس کے جواز سے امکانِ کذب کی راہ نکالیں، بہت اچھا اگر یہی معنے مراد ہوں، تو اب نظر کیجئے کہ جوازِ خلف کے کیا معنے ہیں، اور وہ اپنے کس معنے پر ائمہ میں مختلف فیہ، حاشا جواز صرف بمعنی امکان عقلی محل خلاف نہیں، بلکہ قطعاً[1] جواز شرعی و امکان وقوعی میں نزاع ہے جس کے بعد

---

[1] اقول هل عسيت ان تتفطن مما القينا ونلقى عليك من الابحاث ونقلنا وننقل لك من كلمات العلماء ان الكلام فى مطلق الخلف فى حق العصاة لا الخلف المطلق فيهم ولا الخلف فى الكفار لوفاق اهل السنة الوعيدية على استحالته شرعًا اما الثانى فظاهر واضح وقد نص عليه القرآن العزيز واجمعت عليه الامة جميعًا واما الاول فنقل عليه ايضًا غير واحد الاجماع وهو الصواب من حيث النظر وان نقل العلامة ط فى حاشية العلائى خلافه ففى هذين ان كان الخلاف فلا يكون الا فى الامكان العقلى ولذا حمل عليه العلامة ش بيد انى لا اعلم خلافا بين اهل السنة فى جواز الاول عقلًا والثانى وان وقع فيه خلاف ولكن المحققين ههنا على الجواز ولم يخالف فيه الا اقل قليل كما سيأتى فالذى وقع عن العلامة ش اشتباه يجب التنبه له وقد اوضحناه على هامشه ولولا ان عرضنا فى المقام لا يتعلق بتعد ذلك لاتينا بالتحقيق فيما هنالك ثم من البديهى ان امكان عدم التعذيب عقلًا مع استحالته شرعًا ادخل فى الرد على هؤلاء الجهلة كما لا يخفى على عاقل فضلًا (باقی صفحہ ۸۰ پر)

امتناع بالغیر بھی نہیں رہتا، دلائل سُنیہ اولاً اہلِ سُنّت بالاجماع اور معتزلہ کا ایک فرقہ مغفرت
عاصیانِ کبائر کردگان و بے توبہ مردگان کے امکان عقلی پر متفق ہیں یعنی کچھ عقل محال نہیں جانتی
کہ اللہ تعالیٰ اُن سے مواخذہ نہ فرمائے، مگر امکان شرعی میں اختلاف پڑا، اہل سُنّت بالاجماع
شرعاً بھی جائز بلکہ واقع اور یہ فرقۂ وعیدیہ سمعاً ناجائز اور عذاب واجب مانتے ہیں، اُنھوں نے
آیاتِ وعید سے استناد کیا، اس کے جواب میں جوازِ خلف کا مسئلہ پیش ہوا یعنی اے معتزلہ!
تمہارا استدلال تو جب تمام ہو کہ ہم وقوعِ وعید شرعاً واجب مانیں، وہ خود ہمارے نزدیک جائز
الخلف ہے تو عفو پھر جائز کا جائز ہی رہا، اور شرعاً وجوبِ عذاب کو تمہارا دعوےٰ تھا ثابت نہ ہوا
امام علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں البحث الثانی عشر اتفقت الامۃ ونطق
الکتاب والسنۃ بان اللہ تعالیٰ عفو غفور یعفو عن الصغائر مطلقاً وعن الکبائر بعد
التوبۃ ولا یعفو عن الکفر قطعاً واختلفوا فی العفو عن الکبائر بدون التوبۃ فجوزہ
الاصحاب بل اثبتوہ خلافاً للمعتزلۃ تمسک القائلون بجواز العفو عقلاً وامتناعہ
سمعاً وھم البصریون من المعتزلۃ وبعض البغدادیۃ بالنصوص الواردۃ فی وعید
الفساق واصحاب الکبائر واجیب بانھم داخلون فی عمومات الوعد بالثواب ودخول
الجنۃ علی ما مر والخلف فی الوعد لؤم لا یلیق بالکرم وفاقاً بخلاف الخلف فی الوعید

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۷۹) عن فاضل وسنلقی علیک تحقیقہ فیما سیأتی فی رد الوهابیۃ الدیوبندیۃ
فانتظر واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ قدس سرہ؛ عہ قولہ فالذی دفع حیث نقل النزاع المشہور
وکون المحققین علی المنع فی کلامہ علی ھذین الخلفین وزعم تبعاً للحلیۃ ان الاشبہ توجہ جواز
الاول عقلاً فاوھم ان جوازہ العقلی مختلف فیہ واوھم ایھاماً اشد واعظم ان المحققین علی انکارہ و
ان کان الاشبہ عندہ توجہ الجواز مع انا لا نعلم فیہ نزاعاً اصلاً ولا نظنہ محل نزاع وان کان فلا شک
ان عامۃ الائمۃ علی جوازہ ثم اوھم بل صرح آخراً ان الصحیح عند المحققین منع الثانی عقلاً
مع ان الامر بالعکس فالحق ان محل النزاع المشہور ھو الجواز الشرعی وکلامھم انما ھو فی مطلق
الخلف وتحقیق الحق فی محصلہ ما سنلقی علیک واللہ الهادی ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فانہ ربما یعدکرما۔ اھ ملتقطا دیکھو علماء اس جواز خلف سے عذاب کے وجوب شرعی کو دفع فرماتے ہیں، اور وجوب شرعی کا مقال نہیں، مگر جواز شرعی اگر صرف امکان عقلی مراد ہو تو وہ ان معتزلہ کے مذہب سے کیا منافی اور اُن کی دلیل کا کیونکر نافی ہوگا، وہ کب کہتے تھے، کہ واجب عقلی ہے، جو تم امکان عقلی کا قصہ پیش کرو۔ تو ثابت ہوا کہ یہ علماء بالیقین خلف وعید کو شرعاً جائز مانتے ہیں۔ ثانیاً محققین کہ جواز خلف نہیں مانتے آیۂ کریمہ مایبدل القول لدیّ سے استدلال کرتے ہیں کما فی شرح عقائد النسفی و شرح الفقہ الاکبر وغیرہما اور ظاہر کہ آیت میں نفی وقوع صرف استحالۂ شرعی پر دلیل ہوگی نہ امتناع عقلی پر تو لازم کہ وہ علما جواز شرعی مانتے ہوں ورنہ محققین کی دلیل محل نزاع سے محض اجنبی اور امر نزاعی کی نافہمی پر مبنی ہوگی وہ نہ کہدیں گے کہ اس سے صرف استحالۂ شرعی ثابت ہوا اور وہ امکان عقلی کے کب خلاف ہے جس کے ہم قائل ہیں ثالثاً واحدی نے بسیط میں آیۂ کریمہ انک لاتخلف المیعاد سے صرف وعد مراد لیا اور وعید پر حمل کرنے سے انکار کیا کہ اس میں تو خلف جائز ہے۔ تفسیر کبیر میں فرمایا احتج الجبائی بھذہ الایۃ علی القطع بوعید الفساق (ثم ذکر احتجاجہ والاجوبۃ عنہ الی ان قال) وذکر الواحدی فی البسیط طریقۃ اخری فقال لم لایجوز ان یحمل ھذا علی میعاد الاولیاء دون وعید الاعداء لان خلف الوعید کرم عند العرب الخ ظاہر ہے کہ علمائے مجوزین اگر صرف امکان عقلی مانتے تو آیت میں اس حمل کی نہیں کیا حاجت تھی کہ انتفائے شرعی جواز عقلی کے کچھ منافی نہیں۔ رابعاً قائلان جواز کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ خلف وعید صرف بحق مسلمین جائز ہے نہ بحق کفار۔ عبارت حلیہ الاشبہ ترجح القول بجواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار۔ ابھی بحوالہ رد المحتار گزری، اُنہیں اُس کی جگہ اور نسخے پیش کروں۔ مختصر العقائد میں ہے الملک للہ والناس عبیدہ ولہ ان یفعل بہم مایرید ولکن وعد ان لایعذب احداً بغیر ذنب وان لایخلد المومن المذنب فی النار ویستحیل ان یخلف فی میعادہ وکذا اوعد ان یعذب المومن المذنب زماناً والکافر مؤبدا ولکن قد یعفو عن المومن المذنب ولا یعذبہ لانہ تکرم وتفضل فیترک الوعید اما فی حق الکفار فلا یکون العفو وان کان نکس ما وتعقلا قال اللہ تعالی ونو

شئنا لآتینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی الاٰیۃ اخبر انہ لایفعل مع الکفار الا بطریق العدل۔ روح البیان میں ہے اللہ تعالیٰ لایغفر ان یشرک بہ فینجز وعدہ فی حق المشرکین ویغفر مادون ذالک لمن یشآء فیجوزون یخلف وعیدہ فی حق المومنین سبحان اللہ اگر صرف امکان عقلی میں کلام ہوتا تو وہ تو باجماع اشاعرہ بلکہ جماہیر اہل سنت حق کفار میں بھی حاصل وھوا لتحقیق۔ یفعل اللہ مایشآء ویحکم مایرید ۔ شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین میں ہے اتفقت الامۃ ان اللہ تعالیٰ لایعفوعن الکفر قطعاً و ان جاز عقلاً ومنع بعضھم الجواز العقلی ایضاً لانہٗ مخالف لحکمۃ التفرقۃ بین من احسن غایۃ الاحسان ومن اساء غایۃ الاساءۃ وضعفہ ظاھر اھ ملخصاً اُسی میں ہے شرذمۃ لایجوزون العفوعنھم فی الحکمۃ لاجرم بدلائل قاطعہ ثابت ہوا کہ قائلین جواز، جواز شرعی لیتے اور خلف کے امتناع بالغیر سے بھی انکار رکھتے، اب تم نے خلف کے وہ معنے لئے جو ایک قسم کذب ہے، تو قطعاً لازم کہ تمہارے زعم باطل میں ان علماء کے نزدیک کذب الٰہی نہ صرف عقلاً بلکہ شرعاً بھی جائز ہو، جسے امتناع بالغیر سے بھی بہرہ نہیں، یہ صریح کفر ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہٗ شفا شریف میں فرماتے ہیں من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ بنبوۃ نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولکن جوزعلے الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذالک المصلحۃ بزعمہ ام لم یدعھا فھو کافر باجماع جو اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور نبوت کی حقانیت اور ہمارے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر اُن باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اُس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاجماع کافر ہے ؛ سبحٰن اللہ حضرات انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والثنا پر کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا جناب باری عزوجل کا جواز کذب ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا ؟ اب تو جانا کہ تم نے اپنی جہالت و وقاحت سے کفر و اسلام میں تمیز نہ کی، اور کفر خالص پر معاذ اللہ ائمہ دین میں نزاع ٹھہرادی۔ سبحٰن اللہ یہ فہم و فقاہت، یہ دین و دیانت اور اس پر عالم رشید بلکہ شیخ مرید بننے کی ہمت ع آدمیان گم شدند ملک خرافت گرفت ؛ ذرا یہ مقام یاد رکھیئے کہ آپ کو خاتمہ میں اس سے کام پڑنا ہے واللہ

المستعان علٰی ما تصفون ؛ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ **حجت عاشرہ ظاہرہ باہرہ ناہرہ قاہرہ ۔ اَمَرُّ وادھیٰ من قرینتھا الاولٰے ۔ اقول** و باللہ التوفیق ہنوز بس نہیں اگرچہ علماء مسئلہ خلف میں بلفظ جواز تعبیر کر رہے ہیں مگر عقل صافی و نظر وافی نصیب ہو تو کھل جائے کہ وہ جس معنے پر خلف جائز کہتے ہیں ، اُس معنے پر نہ صرف جائز بلکہ بالیقین واقع مانتے ہیں ، تو تمہارے زعم خبیث پر قطعاً لازم کہ ائمہ دین کذب الٰہی کو یقیناً واقع و موجود بالفعل جانتے ہیں ، اس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہوگا ، دلائل لیجئے **اولاً** ہم ثابت کر آئے کہ خلف و عفو اُن کے نزدیک متساوی ہیں ۔ اور ایک مساوی کا وقوع ، وقوع مساوی دیگر کو قطعاً مستلزم ، خواہ تساوی فی التحقیق ہو یا فی الصدق کہ اول کا تو عین منطوق تلازم فی الوجود ، اور ثانی اُس سے بھی زیادہ ادخل فی المقصود فان الانفکاک فی الوجود انفکاک فی الصدق مع شیئ زائد لیکن عفو بالیقین واقع ، ابھی شرح مقاصد سے گزرا جوزہ الاصحاب بل اثبتوہ تو ثابت ہوا کہ وہ علماء جسے خلف وعید کہتے ہیں یقیناً واقع ، اب تم خلف کو اُس معنے ناپاک پر حمل کرتے ہو ، تو معاذ اللہ کذب الٰہی کے بالیقین واقع و موجود ہونے میں کیا کلام رہا صدق اللہ تعالٰی فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ؛ بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں ۔ العیاذ باللہ سبحٰنہ و تعالٰی **ثانیاً** تعیین تساوی سے قطع نظر بھی کیجئے ، تاہم آیۂ کریمہ ویغفر مادون ذٰلک سے اُن کا استدلال دلیل قاطع ، کہ خلف عفو سے خاص یا مباین نہیں لاجرم مساوی نہ سہی تو عام ہوگا ، بہرحال وقوع مغفرت وقوع خلف اور تمہارے طور پر وقوع خلف وقوع کذب کو مستلزم ہو کر کذب الٰہی یقینی الوقوع ٹھہرے گا اور کیا گمراہوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں ۔ **ثالثاً** مختصر العقائد کی عبارت گزرے کچھ دیر نہ ہوئی ۔ جس میں خلف وعد کو محال لکھ کر وعید مسلمین کے بارے میں دیکھ لیجئے کیا لفظ لکھا یجوزان یترک الوعید نہ کہا بلکہ صاف صاف یترک الوعید مرقوم کیا ، پھر ثبوت مدعا میں کیا کلام رہا ۔ **رابعاً** اُن دلائل قاطعۂ عقلیہ کے بعد تمہاری سمجھ کے لائق قاطع نزاع و دافع شغب یہ ہے ، کہ امام محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی رحمہ اللہ تعالٰے اُسی حلیہ میں جو اسی رد المحتار کی جس سے آپ ناقل اس مقام میں ماخذ ہے صاف بتا دیا کہ خلف وعید صرف عفو سے عبارت ہے ۔ اب آپ ہی بولیئے ، آپ کے

ف؛ تکثری دلائل نے خود اگر بالفعل جھوٹا مانا ہے تو ۱۰ عمرو دین پر رد کر دیا ۔

مذہب میں عفو بالیقین واقع ہے یا نہیں، اگر ہے تو وہی خلف ہے، اور تم خلف کو اصل کذب سمجھے تو اپنے خدا کو یقیناً کاذب کہہ چکے یا نہیں، حلیہ کی وہ عبارت یہ ہے الدعاء المذکور یستلزم انه یجوز الخلف فی الوعید وظاهر المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلة بدلانه لا یعد نقصا بل جوداً وکرما ولهذا امدح به کعب بن زهیر رضی اللہ تعالیٰ عنه رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیه وسلم حیث قال ؎

نبئت ان رسول اللہ اوعدنی ❊ والعفو عند رسول اللہ مأمول

دیکھو صراحۃً برح بالعفو کو مدح بخلف وعید قرار دیا۔ اسی طرح ختم بحث میں قول ابن نباتہ مصری الحمد للہ الذی اذا وعد وفا واذا اوعد عفا کو اسی باب سے ٹھہرایا، اب بھی وضوح حق میں کچھ باقی رہا۔ یہ دوسرا مقام یاد رکھنے کا ہے کہ تم نے صراحۃً وقوع و وجود کذب الٰہی کو ائمہ اہل سنت کا مذہب جانا اور ایسے کفر شنیع و ارتداد فظیع کو اہل حق کا ایک اختلافی مسئلہ مانا کذلك یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ؛ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ الواحد القہار بالجملہ بحمد اللہ بحجج قاہرہ دینیات باہرہ شمس و امس سے زیادہ روشن و ابین ہوگیا کہ علماء جس معنے پر خلف جائز مانتے ہیں حاشا للہ اُسے امکان کذب سے اصلا علاقہ نہیں، اُن کے نزدیک خلف بمعنی عدم ایقاع وعید بوجہ تجاوز و کرم ہے، کہ عین عفو یا عفو کا مساوی و ملازم، اور یہ معنے نہ صرف جائز بلکہ باجماع اہل سنت بلاشبہ واقع، رہا خلف بمعنے تبدیل قول و تکذیب خبر، جس کے جواز پر امکان کذب متفرع ہو سکے، ہرگز اُن علماء کی مردانہ عالم میں کوئی عالم اُس کا قائل نہیں، بلکہ وہ بالاتفاق یک زبان و یک دل اُس سے تبری و تحاشی کامل کرتے، اور کذب الٰہی کے استحالۂ قطعی و امتناع عقلی پر اجماع تام رکھتے ہیں، اوّل سے آخر تک اُن کے تمام کلمات و محاورات و وجوہ مناظرہ و طرق ردّ و اثبات ہزار در ہزار طور سے اس امر پر شاہد عدل و ناطق فصل کما قد ظہر علےٰ کل ذی عقل اور امام ابن امیر الحاج نے تو بحمد اللہ یہ امر باتم وجوہ منجلی کر دیا کہ خود جواز خلف کو راجح مان کر اس معنی ناپاک تراشیدۂ مدعی بے باک کی وہ بیخ کنی فرمائی جس کی غرب سے شرق تک خبر آئی۔ یوں ہیں امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں باآنکہ کلام امام ابو عمرو ابن العلاء قائل جواز خلف کی وہ کچھ تائید کی جو اوپر گزر چکی، جب معنی تبدیل کی نوبت آئی، جس پر ان حضرت

نے تفریع کی ٹھہرائی۔ اس پر وہ شدید وعظیم نکیر فرمائی، کہ کج فہمی جاہل پر قیامت ڈھائی۔ اسی تفسیر میں فرماتے ہیں الخبر اذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب علی اللہ تعالٰی وھذا خطأ عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالٰی منزہ عن الکذب ومعلوم ان فتح ھذا الباب یقضی الی الطعن فی القراٰن وکل الشریعۃ اھ ملخصاً یعنی جب خبریں خلف اللہ تعالٰی پر جائز رکھا جائے، تو بے شک کذب الٰہی کو جائز ماننا ہوگا، اور یہ سخت خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے، اس لئے کہ تمام عقلاء (یعنی نہ صرف اہل اسلام بلکہ سمجھ والے کافر بھی) اتفاق کئے ہوئے ہیں، کہ باری تعالٰی کذب سے منزہ ہے اور معلوم ہے کہ اس دروازے کا کھولنا قرآن مجید اور تمام شریعت میں طعن تک لے جائیگا۔ بس خدا کی شان ہی شان نظر آتی ہے کہ واضح روشن ایمانی اجماعی مسائل میں مدعیان علم ودیانت ورشد ومشیخیت اغوائے عوام وتلبیس مرام کو یوں دیدہ ودانستہ کورمقری بن جاتے اور خوف خالق وشرم خلائق سب کو یک دست سلام کرکے ائمہ دین پر یوں کھلے بہتان جیتے طوفان اٹھاتے ہیں ؎

چشم باز وگوش باز وایں ذکا ٭ خیرہ ام درچشم بندے خدا

فان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ ٭ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

بس زیادہ کیا کہوں سوا اس کے کہ اللہ ہدایت دے آمین۔ **تنبیہ نبیہ** الحمد للہ تحقیق ذروۂ علیا کو پہنچی، اور عیاروں طراروں کی افترا بندی اپنی سزا کو اب صرف یہ امر قابل تنقیح رہا، کہ جب خلف بمعنے تبدیل کے استحالہ پر اجماع قطعی قائم اور بمعنے مساوی عفو بالاجماع جائز بلکہ واقع، تو علمائے مجوزین ومحققین مانعین میں نزاع کس امر پر ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبہ العروج علی اوج التحقیق علی الخبیر سقطت ان منشاء نزاع اس اطلاق خُلف کی تجویز ہے مجوزین نے خیال کیا کہ خلف وعید معاذ اللہ کسی عیب ومنقصت کا نشان نہیں دیتا بلکہ عفو وکرم پر دلیل ہوتا اور محل مدح وستائش میں بولا جاتا ہے، ولہٰذا جابجا عرف عرب سے اس پر استناد کرتے ہیں قال قائلھم ؎

وانی وان اوعدتہ او وعدتہ ٭ لمخلف ایعادی ومنجز موعدی

تحقیق نفیس کہ مسئلہ خلف وعید کا مبنا کس بحث پر ہے کہ خلف فی ہیں

نے تفریع کی ٹھہرائی۔ اس پر وہ شدید وعظیم نکیر فرمائی، کہ کج فہمی جاہل پر قیامت ڈھائی، اسی تفسیر
میں فرماتے ہیں الخبر اذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب علی اللہ تعالٰے
وھذا خطأ عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالٰی
منزہ عن الکذب ومعلوم ان فتح ھذا الباب یقضی الی الطعن فی القراٰن وکل
الشریعۃ اھ ملخصاً یعنی جب خبریں خلف اللہ تعالٰی پر جائز رکھا جائے، تو بے شک کذب
الٰہی کو جائز ماننا ہوگا، اور یہ سخت خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے، اس لئے کہ تمام عقلاء
(یعنی نہ صرف اہل اسلام بلکہ سمجھ والے کافر بھی) اتفاق کئے ہوئے ہیں، کہ باری تعالٰی کذب سے
منزّہ ہے اور معلوم ہے کہ اس دروازے کا کھولنا قرآن مجید اور تمام شریعت میں طعن تک لے جائیگا،
بس خدا کی شان ہی شان نظر آتی ہے کہ واضح روشن ایمانی اجماعی مسائل میں مدعیان علم ودیانت
ورشد ومشیخیت اغوائے عوام وتلبیس مرام کو یوں دیدہ ودانستہ کورمقری بن جاتے اور خوف
خالق وشرم خلائق سب کو یک دست سلام کر کے ائمۂ دین پر یوں کھلے بہتان جیسے طوفان
اٹھاتے ہیں ؎

چشم باز وگوش باز وایں ذکا ٭ خیرہ ام در چشم بندے خدا

فان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ ٭ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

بس زیادہ کیا کہوں سوا اس کے کہ اللہ ہدایت دے آمین۔ **تنبیہ نبیہ** الحمد للہ تحقیق ذروۂ
علیا کو پہنچی، اور عیاروں طراروں کی افترا بندی اپنی سزا کو اب صرف یہ امر قابل تنقیح رہا، کہ جب
خلف بمعنے تبدیل کے استحالہ پر اجماع قطعی قائم اور بمعنے مساوی عفو بالاجماع جائز بلکہ واقع، تو
علمائے مجوزین ومحققین مانعین میں نزاع کس امر پر ہے اقول وباللہ التوفیق وبہ العروج
علی اوج التحقیق علی الخبیر سقطت ان منشاء نزاع اس اطلاق خلف کی تجویز ہے مجوزین
نے خیال کیا کہ خلف وعید معاذ اللہ کسی عیب ومنقصت کا نشان نہیں دیتا بلکہ عفو وکرم پر دلیل
ہوتا اور محل مدح وستائش میں بولا جاتا ہے، ولہذا جا بجا عرف عرب سے اس پر استناد کرتے
ہیں قال قائلھم ؎

وانی وان اوعدتہ او وعدتہ ٭ لمخلف ایعادی ومنجز موعدی

تحقیق نفیس کہ مسئلہ خلف وعید میں مانعین کس بات کے منکر اور مجوزین کس کے قائل ہیں

وقال اٰخر ؎

اذا اوعدالسّراء انجز وعده ٭ وان اوعدالضرّاء فالعفو مانعه

بنا بر ان خلف وعید کی تجویز کی، محققین نے دیکھا کہ لفظ معنے محال یعنی تبدیل مقال کو موہم اور
یہاں ایہام محال بھی منع ہیں کافی کما نصوا علیہ فی مسئلۃ معقد العز اور اُس کے ساتھ وقوع
تمدح صرف مخلوق میں ہے، خالق عزوجل کا اُن پر قیاس صحیح نہیں، لاجرم اس تجویز سے تحاشی
کی خلاصہ یہ کہ آیات وعید میں بنظرِ ظاہر عموم عدم وقوع ایک صورت خلف میں ہے۔
اگرچہ بنظرِ تخصیص وتقیید حقیقتِ خلف سے قطعاً منزّہ، مجوزین اسی خلف صوری کو خلف
وعید سے تعبیر کرتے اور اُسے جائز رکھتے ہیں کہ مفید مدح ہے، اور محققین منع فرماتے ہیں، کہ
موہم نقص وتدح ہے، ورنہ اگر خیال معنے کیجئے تو بلاشبہ وہ جس امر کو خلف کہتے ہیں قطعاً
بالاجماع جائز وواقع، ولہٰذا علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض شرح شفائے
امام قاضی عیاض میں مسئلۂ خلف کو اہل سنت کا اتفاقی قرار دیا، اور اُس میں خلاف صرف
معتزلہ کی طرف نسبت کیا حیث قال الوعید لایجوز تخلفہ عند المعتزلۃ لقولہم
بانہ یجب علی اللہ تعالیٰ تعذیب العاصی پر ظاہر کہ اس نسبت کا منشا وہی نظر معنی ہے
کہ معنی مقصود مجوزین کے جواز میں واقعی اشقیائے معتزلہ ہی کو خلاف ہے، اہل سُنّت میں
کوئی اُس کا منکر نہیں، جس طرح معنے کذب وتبدیل کے بطلان وامتناع پر اہل سُنّت بلکہ اہل
اسلام بلکہ اہل ملل بلکہ اہل عقل کا اجماع ہے، جس میں کسی فرقہ کا خلاف معلوم وظاہر نہیں یہ
ہے بحمد اللہ محل نزاع کی تحریر انیق وتقریر رشیق والحمد للہ ولی التوفیق علی الہمام التحقیق
وارشاد الطریق امام محقق مدقق علامہ حلبی نے اُسی حلیہ میں جواز خلف مان کر معنی کذب و
تبدیل سے وہ تحاشی عظیم فرمائی جس کی نقل حجت سابعہ میں گزری، پھر تصریح مراد کی یوں ارشاد
کی المراد بالوعید صورۃ العموم بالوعید من ارید بالخطاب مسئلہ جواز خلف میں وعید
سے صورت عموم مراد ہے کہ بظاہر حکم سب مخاطبوں کو شامل نظر آتا ہے۔ یعنی انتہا الفاظ وعید
پر نظر کیجئے تو صاف یہی حکم معلوم ہوتا ہے، کہ جو ایسا کریں گے سب سزا پائیں گے، پھر جبکہ
بدلائل قاطعہ ثابت ہوا کہ بعض کو نہ ہوگی تو بظاہر وعید متخلف ہوئی، حالانکہ وہ عموم صرف

صوری تھا، نہ حقیقی، کہ حقیقت میں عمومات وعید آیات مشیت سے مکتسب تقیید جن کا حاصل یہ کہ ہم معاف نہ فرمائیں تو سزا ہوگی، بس اس قدر محصل خلف ہے جسے معاذاللہ کذب وتبدیل سے کچھ علاقہ نہیں، پھر اس مراد ومقصود کی تحقیق فرماکر ارشاد کرتے ہیں ثم حیث کان المراد ھذا فالوجہ ترک اطلاق جواز الخلف فی الوعد والوعید دفعًا لایھام ان یکون المراد منہ ھذا المحال یعنی جب معلوم ہولیا کہ جواز خلف سے صرف اس قدر مراد ہے نہ وہ کہ معاذاللہ امکانِ کذب کو راہ دے کہ کذب وتبدیل تو یقینًا اللہ تعالیٰ پر مستحیل تو مناسب یہی ہے کہ وعدہ یا وعید کسی میں جواز خلف کا لفظ نہ بولیں کہ اس سے کسی کو اُس معنے محال کا وہم نہ گذرے۔ واقعی امام ممدوح کا گمان سچا تھا، آخر دیکھئے نہ کہ اس چودھویں صدی میں جہال سفہا کو وہ وہم آڑے ہی آیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔ پھر فرماتے ہیں دانما وافقنا ھم علی الاطلاق لشھرۃ المسئلۃ بینھم بھذہ الترجمۃ ونستغفر اللہ العظیم من کل مالیس فیہ رضاہ ہم نے جو اس لفظ کے اطلاق میں علمائے سابقین کا ساتھ دیا اس پر باعث یہ تھا کہ مسئلہ اُن میں اسی نام سے شہرت رکھتا ہے اور ہم عزوجل سے مغفرت چاہتے ہیں ہر اُس بات کی جو اُسے پسندیدہ نہیں۔ سفیہ جاہل دیکھے کہ اُس کے امکانِ کذب کے شوشے کدھر گئے قل جاء الحق وزھق الباطل ط ان الباطل کان زھوقًا، فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے بتوفیق المولےٰ سبحٰنہ وتعالیٰ اس مقام کی زیادہ تحقیق حواشی شرح عقائد وشرح مقاصد وشرح مواقف پر ذکر کی، اگر مخافت تطویل نہ ہوتی اُن نفائس جلیلہ کو زیور گوش سامعین کرتا وفیما ذکرنا کفایۃ والحمد للہ ولی الھدایۃ غرض اس مقدار سے زائد کسی امر کو محل نزاع ٹھہرانا خود اُن کے مقتضائے کلام ومقال وتمسک واستدلال سے جدا پڑنا اور توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ کرنا اور اُن کے اجماعیات قاطعہ سے منکر ہونا اور اُن مہالک شنیعہ وقبائح فظیعہ کا اُن کے ذمے باندھنا ہے جن سے وہ ہزار جگہ بتصریح صریح تبری کرتے ہیں، اور واقعی بحمداللہ بارہا دیکھا ہے کہ ائمہ اہل سنت میں جو مسئلہ اصول مختلف فیہ رہا ہے، اگرچہ بعض ناظرین ظواہر الفاظ سے دھوکا کھائیں مگر عند التحقیق اُس کا حاصل نزاع لفظی یا ایسی ہی کسی ہلکی بات کی طرف راجع ہوا ہے، پھر ایک فریق کے